قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى وَذَكَرَاسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى

وہ فلاح پا گیا جس نے اپنا تزکیہ کرلیا اور اپنے رب کے نام کا ذکر کیا پھر نماز کا پابند ہو گیا۔ (القرآن الکریم)

اصلاحِ قلب

اور

ضرورتِ شیخ

حضرت امیر محمد اکرم اعوان مدظلہ العالی

ادارہ نقشبندیہ اویسیہ دارالعرفان ضلع چکوال

ا۔زندگی کی قیمت اور قلب کی اہمیت۔

انسانی زندگی بہت مختصر مگر بڑی قیمتی ہے جان ہے تو جہان ہے یہاں کا ایک ایک لمحہ ایک ایک سیکنڈ بہت قیمتی ہے۔زندگی کا مقصد حسن عمل ہے کہ کون اچھے کام کرتا ہے کون اپنی پسند اور ارادے اللہ اور رسول کریم ﷺ کی مرضی پر قربان کر دیتا ہے۔اچھے اعمال کرنے کے لیے اچھی نیت کا ہونا ضروری ہے کیونکہ نیت ہی عمل کو مفید اور مضر، اعلیٰ اور ادنیٰ بنا دیتی ہے اور نیت کی اصلاح عمل سے زیادہ مشکل ہے کیونکہ نیت کا تعلق قلب سے ہے۔جسم انسانی میں قلب کی وہی حیثیت ہے جو کسی سلطنت میں بادشاہ کی۔قلب درست ہو تو تمام اعضاء جوارح جو اس بادشاہ کی فوج ہیں خود بخود ٹھیک ہو جاتے ہیں۔اور اگر دل بیمار ہو تو اس کمزور بادشاہ کی ساری فوج باغی ہو جاتی ہے۔ایسے شخص سے برائیاں اور بدکاریاں سرزد ہونا شروع ہو جاتی ہیں لہذا قلب کی اصلاح از حد ضروری ہے۔اصلاح کے اس عمل کو قرآنی اصطلاح میں تزکیہ نفس کہا جاتا ہے۔

2۔لطائف

انسانی وجود دو حصوں کا مرکب ہے۔۔روح اور جسم۔ جسم کے اجزائے ترکیبی مٹی پانی آگ اور ہوا ہیں۔ان کے ملنے سے جو مادہ متحرکہ وجود میں آتا ہے اسے نفس کہتے ہیں۔ان پانچوں اجزاء کا تعلق عالم خلق سے ہے۔جسم مادی میں پانچ اعضائے رئیسہ دل، دماغ، گردے، پھیپھڑے اور جگر ہیں اسی طرح روح کے پانچ اعضائے رئیسہ قلب، روح، سری، خفی اور اخفیٰ ہیں ان کا تعلق عالم امر سے ہے ۔انہیں آپ روح کے حواس سمجھیں جسمانی حواس اور اعضاء کی سلامتی پر جس طرح دنیا کی ترقی کا دارومدار ہے۔اسی طرح روحانی اور اخروی ترقی اور درجات کی بلندی کا دارومدار ان باطنی حواس (لطائف) کی اصلاح پر ہے۔جن کے مقام درج ذیل ہیں۔

ا۔قلب	یہ دل کا مقام ہے۔
ب۔روح	روح دل کے مقابل دائیں طرف۔
ج۔سری	قلب سے چار انگل اوپر۔
د۔خفی	سری کے بالمقابل۔
ہ۔اخفیٰ	ان چاروں لطائف کے درمیان واقع ہے۔
و۔نفس	پیشانی کے اس حصے پر جو سجدہ کے وقت زمین پر لگتی ہے۔
ح۔سلطان الاذکار	یہ سارے بدن کو شامل ہے۔

(الف) قلب:۔

قلب اپنی لطافتوں کی وجہ سے بے حد وسیع ہے۔اللہ کا نور جو زمینوں وآسمان میں نہیں سماسکتا وہ مومن کے قلب میں سما سکتا ہے الفاظ زبان پر ہوتے ہیں لیکن ان کا اصلی جوہر یعنی کیفیت قلب میں ہوتی ہے یہی تصدیق قلبی کہلاتی ہے۔یہ کیفیات ایک قلب سے دوسرے قلب میں نفوذ کرتی ہیں جس طرح سرورِ کونین ﷺ کی صحبت نے ایمان والوں کو شرف صحابیت سے نوازا آج بھی اللہ والوں کی صحبت میں اگر عقیدت شامل ہو تو فیوضات و برکات کے خزانے اللہ کی محبت اور عشق رسول ﷺ جیسی نعمتیں حاصل کی جاسکتی ہیں۔

ع چوں بصاحب دل رسی گوہر شوی

یاد رکھیے بروں کی صحبت بھی زہر قاتل کا اثر رکھتی ہے بلکہ بدعقیدہ شخص کے مال میں بھی اس کا اثر بد موجود ہوتا ہے۔

تمام خواہشات قلب میں پیدا ہوتی ہیں ذکر کی خواہش جب شدت اختیار کرتی ہے تو

اللہ اللہ کرنے کی سعادت نصیب ہو جاتی ہے اور کثرت ذکر مالک سے تعلق کا سبب بنتا ہے۔قلبی ذکر اسی لطیفہ ربانی کا کام ہے تزکیہ کی ابتداء اور انتہا سبھی قلب کی اصلاح پر موقوف ہے۔عقائد کا یقین تسلیم ورضا کی کیفیت صبر وشکر کے جذبے، اطمینان وسکون توکل اخلاص اور تقویٰ سبھی کا دارومدار قلب کی اصلاح پر ہے۔

قارئین کرام! ذرا غور تو کیجئے۔۔۔دنیا کو آباد کرتے کرتے دیکھیے کہیں اپنے دل کی دنیا تو برباد نہیں کر لی؟ اگر ایسا ہے تو اپنے قلب کو فوراً کسی ماہر قلب کے پاس لے جا کر اس کا چیک اپ (checkup) کروائیں۔کہیں یہ غفلتیں آخرت کو ویران نہ کر دیں۔

(ب) روح:۔

اصل لطیفہ قلب ہے باقی سب اس کی ذیلی شاخیں ہیں۔روح کا کام پرواز ہے جو قلبی ارادے کے تحت کرتا ہے اعمال کا اثر چونکہ روح پر پڑتا ہے توجہ ذکر اور اعمال صالح اس کی قوت پرواز کو متاثر کرتی ہیں۔عقیدت میں کمی یا اعمال میں کوتاہی اس کی قوت کو کم یا ختم بھی کر دیتی ہے۔روح کی شکل وصورت انسان کا لطیف فوٹو سمجھیں یعنی ایک نیک روح ہو بہو اس انسان کی اپنی شکل پر ہوتی ہے۔عقائد کی خرابی اور اعمال کی بربادی سے اس کی شکل بگڑتی اور مسخ ہو جاتی ہے۔

(ج) سری:۔روحانی مشاہدات میں لطیفہ سری ٹارچ کا کام کرتا ہے۔

(د) خفی:۔ قلب کے ارادے یا روح کو اللہ تک پہنچانے کا کام اسی لطیفہ کا ہے۔

(ہ) اخفیٰ:۔اس کا کام وصال الٰہی ہے۔پہلے چاروں لطائف اس سے مستفیض ہوتے ہیں۔

(و) نفس:۔ نفس کا تعلق لطیفہ قلبی سے خاص ہے۔نفسانی خیالات کو کم یا ختم کرنے کیلئے مقام نفس

پر اللہ اللہ کی ضربیں لگا کر خواہشات نفس کے بتوں کو ریزہ ریزہ کیا جاتا ہے۔

(ز) سلطان الاذکار:۔اس میں بدن کے ہر حصے گوشت پوست خون کے ہر ذرے کو ذاکر بنایا جاتا ہے ہر **Body Cell** اللہ اللہ کرنے لگتا ہے جیسا کہ فرمان باری ہے ''پھر ان کے جسم اور دل اللہ کا ذکر کرنے لگتے ہیں'' (القرآن) روحانیت کے نظام میں حضور اکرم ﷺ کو وہ اعلیٰ ترین مقام حاصل ہے جس کی ادنیٰ مثال مادی نظام میں سورج کی ہے۔ جس کی روشنی اور توانائی نظام زندگی کے لیے ضروری ہے۔ آپ ﷺ کے قلب اطہر سے آنے والے انوارات وتجلیات پوری کائنات کو روشن کیے ہوئے ہیں ہر مومن کا قلب آپؐ کے قلب اطہر سے نور جذب کر کے ایمان ویقین کی قوت اور اللہ کا قرب ومحبت حاصل کرتا ہے اور اولوالعزم رسول انہی انوارات کو روح تک پہنچانے کا سبب بنتے ہیں۔ یہی نور بیمار دلوں کا علاج اور قلوب سے زنگ اتارنے کا سبب ہے۔ جو صحابہ کرامؓ کو آپ ﷺ کی صحبت سے نصیب ہوا ہمیں یہ نعمت آج بھی کسی شیخ کامل کی صحبت اور نسبت سے حاصل ہو سکتی ہے۔

ع   کامل پیر محمد بخشا   لعل بناون پتھر دا

3۔قلب قرآن کریم کی نظر میں:

قرآن کریم نے قلب کی پندرہ 15 مختلف کیفیات بیان کی ہیں جن میں دس مجرم اور پانچ مومن قلب کی ہیں۔

1)۔سخت قلب: جس میں نشان عبرت دیکھنے کے باوجود کوئی تبدیلی نہ آئے (القرآن 2:74)

2) متکبر قلب: جو حد سے گزرنے والا شقی اور تکبر سے بھرا ہوا ہو۔ (القرآن 40:35)

3)۔مہر لگا ہوا قلب: حد سے گزرنے والے قلوب پر اللہ مہر لگا دیتے ہیں۔ (القرآن 10:47)

4)۔مجرم قلب: جن قلوب میں اللہ کا ذکر شتابہ بن کر لگے اور اسے سن کر ان کے اندر آگ بھڑک اٹھے۔

5)۔ٹیڑھا قلب: جو فتنے کی تلاش میں متشابہات کے پیچھے لگا رہے۔ (القرآن 3:7)

6)۔نہ سوچنے والا قلب: غفلت میں کھوئے ہوئے دل جو کبھی سوچتے نہیں۔ (القرآن 7:179)

7)۔زنگ آلود قلب: جنہیں حق بات افسانہ لگتی ہے اور ان پر کوئی اثر نہیں کرتی۔ (القرآن 83:14)

8)۔گناہ آلود قلب: شہادت کو چھپانے اور حق بات سے گریز کرنے والا قلب۔ (القرآن 2:283)

9)۔اندھا قلب: جو لوگ عبرت ناک واقعات دیکھتے ہیں لیکن ان کے قلب نرم نہیں ہوتے۔ (القرآن 22:45)

10)۔بے ایمان قلب: جو وحدہ لاشریک کا ذکر سن کر کڑھنے لگے۔ (القرآن 39:45)

11)۔دانش مند قلب: جن قلوب کی اپنے مالک سے التجا ہو کہ ہمیں کبھی کجی میں مبتلا نہ کر اور اپنے خزانہ فیض سے رحمت عطا کر۔

12)۔لرز اٹھنے والے قلب: ایسے قلوب جو اللہ کا ذکر سنتے ہیں تو کانپ اٹھتے ہیں اور مصیبت پر صبر کرتے ہیں۔ (القرآن 8:2)

13)۔ایمان والا قلب: جو اللہ کے ذکر سے پگھلے اور اس کے نازل کردہ حکم کے سامنے جھکے۔ (القرآن 57:16)

14)۔مطمئن قلب: اللہ کی یاد سے جنہیں اطمینان نصیب ہو۔ (القرآن 14:28)

15)۔قلب سلیم: حشر کے دن مال و اولاد کوئی چیز فائدہ نہیں دے گی سوائے قلب سلیم کے۔ (القرآن 26:89)

قارئین محترم! آپ اپنے قلب کو ان پندرہ میں سے کیسا محسوس کرتے ہیں؟ بیمار قلوب کا علاج نسبت کے حصول اور اللہ کے ذکر میں ہے۔ جس کی اہمیت اور طریقہ درج ذیل ہے۔ زندگی کا کوئی لمحہ باقی ہے تو یہ

نعمت جلد حاصل کر لیجئے۔

4۔ ذکر الٰہی

انسانی زندگی میں سانس کو جو اہمیت جسم کی حیات کے لیے حاصل ہے وہی روح کے لیے یاد الٰہی کی ہے۔اس لیے نبی پاک ﷺ کا ارشاد ہے۔

مردہ جیسے اپنے نفع نقصان سے بے خبر ہوتا ہے ایسے ہی غافل قلب ہمیشہ والے نفع سے محروم رہتا ہے۔قرآن کریم میں 165 مقامات پر ذکر کا بیان ہوا ہے۔

(الف)۔نماز اور تلاوت کا فائدہ اصلاح قلب پر موقوف ہے:

فاذکرونی اذکرکم---------(القرآن 2:152)

تفسیر مظہری میں حضرت مجدد الف ثانیؒ کے حوالہ سے ذکر کی وضاحت بیان ہوئی ہے۔جس کا خلاصہ ''تلاوت و نماز دونوں ہی ذکر ہیں جو ان میں محو ہو گیا اسے کسی اور ذکر کی حاجت نہیں رہی نیز نماز ایسا ذکر ہے جو اہل ایمان کی معراج ہے۔لیکن ان دونوں اذکار کا فائدہ فنائے نفس کے بعد ہی ہوتا ہے۔اور فنائے نفس کے لیے ذکر نفی اثبات ضروری ہے''

نوٹ: اس قول فیصل سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ تلاوت اور نماز ذکر الٰہی ہیں جن سے فائدہ تو حاصل ہوتا ہے مگر جس طرح دور نبویؐ میں صحابہ اکرامؓ کو حاصل ہوا کہ آن کی آن میں زندگیاں بدل گئیں وہ ہمیں کیوں نہیں نصیب ہو رہا اس لیے کہ ہمارے زنگ آلود قلوب پر آج کے ماحول کی نحوست کی تہیں جمی ہوئی ہیں جو صرف اور صرف ذکر اسم ذات اور نسبت شیخ سے ہی ختم ہو سکتی ہیں اور یہی کام سلاسل تصوف تبع تابعین کے بعد سے کرتے آ رہے ہیں۔

(ب)۔نماز میں قصر ہے لیکن ذکر میں کثرت ہی کثرت ہے:

فاذاقضیتم الصلوٰۃ۔۔۔۔۔۔۔۔۔(القرآن 4:103)

''جب تم نماز ادا کر چکو تو کھڑے بیٹھے لیٹے ہر حال میں ذکر میں لگ جاؤ''

ا۔معارف القرآن: اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ عین لڑائی کے وقت بھی اللہ کا ذکر جاری رہے دل سے بھی اور اتباع شریعت سے بھی ۔غرض نماز ختم ہوئی لیکن ذکر ختم نہیں ہوتا۔سفر اور خوف کی حالت میں نماز میں تخفیف ہے لیکن ذکر میں کمی نہیں۔

۲۔تفسیر مظہری:

اس آیت کی تفسیر میں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کان رسول اللہ ﷺ یذکر اللہ علیٰ کل احیانہ (ابوداؤد)

مندرجہ بالا آیت وحدیث سے مراد ذکر قلبی ہے کیونکہ ذکر لسانی کو دوام نہیں۔

(ج)۔ذکر قلبی افضل اور موثر ترین ہے:

ا۔تفسیر کبیر:

نماز سے فارغ ہو جاؤ تو ہر حال میں ذکر میں مشغول ہو جاؤ کیونکہ خوف اور مشکل کا علاج صرف ذکر الٰہی ہے۔

۲۔تفسیر حقانی: ذکر کی تین اقسام ہیں

(ا) ذکر لسانی۔زبان سے اللہ کی حمد و ثنا تسبیح اور تہلیل کی جائے۔

(ب) ذکر قلبی۔ لطائف باطنیہ اور اپنے جمیع قویٰ ادراکیہ کو اس کی طرف متوجہ کر دے

یہاں تک کہ محویت حاصل ہو جائے اور اپنی ذات بھول جائے خواہ نفی اثبات، مراقبہ، توجہ اور ہمت شیخ سے یہ بات حاصل ہو جائے۔

(ج) ذکر جوارح۔ یعنی عملی ذکر اعضاء کو اللہ کے ذکر میں استعمال کرنا اور منہیات سے اپنے آپ کو روکنا۔

۳۔ کتاب الاذکار: امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ ذکر لسانی بھی ہوتا ہے اور قلبی بھی۔ افضل ذکر وہی ہے جو دونوں سے کیا جائے اور اگر ایک پر اکتفا کرنا ہو تو ذکر قلبی افضل ہے۔

۴۔ الفتح الربانی: شیخ عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں کہ ذاکر وہی ہے جو اپنے قلب سے ذکر کرے۔

خلاصہء کلام: یہ بات واضح ہوگئی کہ ذکر قلبی ذکر لسانی سے علیحدہ عبادت ہے نماز اور تلاوت کے علاوہ بھی اپنے قلوب کو اللہ کی یاد سے آباد کرنا ضروری ہے۔ غافل قلب کی ساری عبادات اور اعمال بے ثمر اور بے اثر ہو جاتے ہیں۔ جسم رکوع وسجود میں ہو اور دل دنیاوی کاروبار میں۔ دل چونکہ جسم کا بادشاہ ہے لہذا انسان کا جھکاؤ اسی طرف ہوگا جدھر دل ہوگا ایسے لوگوں کے بارے قرآن حکیم میں حکم ہے۔

(ا) ایسے شخص سے منہ پھیر لو جو ہماری یاد سے غافل ہو گیا۔ (القرآن 18:28)

(ب) جو شخص اپنے رب کی یاد سے روگردانی کر گیا اللہ اسے سخت عذاب دے گا۔ (القرآن 20:124)

اللہ کی یاد سے غفلت انسان کے اندر کی دنیا کو تہہ وبالا کر دیتی ہے۔ ایسا انسان طرح طرح کی چیزوں میں سکون تلاش کرتا ہے اور گناہوں کی دلدل میں دھنستا چلا جاتا ہے۔

خوب سن لو اللہ کے ذکر سے ہی دلوں کو اطمینان ہوتا ہے۔ ذکر قلبی کے بغیر مثبت تبدیلی نصیب ہونا محال ہے۔ دراصل تعلیمات نبویؐ سے ساتھ وہ کیفیات جنھیں برکات یا فیوضات کہتے ہیں قلوب انہی

سے تبدیل ہوتے ہیں اور وہ نسبت سے حاصل ہوتی ہیں۔ جو صرف شیخ کامل کے روشن قلب سے ہی نصیب ہوتی ہے۔ قال را بگزار حال شو پیش مرد کامل پامال شو

اس کے بعد ہی عملی زندگی میں انسان گناہ سے نیکی کی طرف سفر شروع کرتا ہے۔ جو اس کی اصلاح کا سبب بنتا ہے اگر یہ کیفیات نہ ہوں، محض جھوٹا دعویٰ ہو تو عملی زندگی میں تبدیلی کی بجائے وہ شخص مزید منفی اور ناروا رویہ اپنائے گا اور بگڑتا چلا جائے گا۔

5۔ طریقہ ذکر

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ اویسیہ میں ذکر اسم ذات کا اصطلاحی نام **ذکر خفی قلبی** ہے اور طریقہ ذکر کو **پاس انفاس** کہا جاتا ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ سالک ذکر کے دوران اپنے سانسوں کی نگرانی کچھ اس انداز سے کرے کہ کوئی سانس اللہ کے ذکر کے بغیر نہ نکلے۔ بعض نادان دوستوں کو دھوکا ہوتا ہے کہ سانس سے ذکر کیسا؟ لیکن وہ یہ نہیں جانتے کہ ذکر تو قلب کا فعل ہے جس میں سانس کا کردار محض ایک پیامبر کا ہے اور بس۔ اگر اس طرح ارادی طور پر اور قوت سے سانس نہ لی جائے تو جو کام ایک دن کا ہے اس پر کئی سال بھی لگ سکتے ہیں۔ اس طریقہ ذکر میں تین قوتیں استعمال ہوتی ہیں (۱) **خیال کی قوت Concentration Power** (۲) جسم کی قوت **Body Power** (۳) سانس کی قوت **Breathing Power** ۔۔۔۔ قبلہ رو بیٹھ کر متوجہ الی اللہ ہوں آنکھیں اور منہ بند کرلیں۔ ناک سے سانس اندر کھینچیں اور اس بات پر توجہ مرکوز کریں کہ سانس کے ساتھ لفظ اللہ دل کی گہرائیوں میں اتر گیا یعنی اللہ کا پیغام لطیفہ قلب کو پہنچا جب سانس باہر نکالیں تو ''ہو'' کی چوٹ قلب پر لگے۔ باقی لطائف کے لیے اللہ حسب معمول قلب میں آئے اور ''ہو'' کی چوٹ روح، سری، خفی، اخفیٰ لطائف وغیرہ پر لگاتے رہیں۔ یہ ضروری ہے کہ بغیر سانس

توڑے مسلسل ساتوں لطائف کیے جائیں۔۔۔۔اس محنت سے آپ دل کی ہر دھڑکن بلکہ بدن کے ہر ذرے کو ذاکر بنا سکتے ہیں۔شب وروز میں انسان تقریباً پچیس ہزار دفعہ سانس لیتا ہے۔جب کہ دل ایک لاکھ چار ہزار مرتبہ دھڑکتا ہے گویا اتنی دفعہ خود بخود ذکر ہوتا رہے گا۔اور جب ہر Body Cell اللہ اللہ کرے تو اس کا شمار کون کرسکتا ہے ؟؟؟

ساتوں لطائف پر ذکر کے بعد ساری توجہ قلب پر لائی جائے اور تھوڑی دیر ذکر کرنے کے بعد عمداً سانس لینا بند کر دیں۔طبعی طور پر چلنے والے سانس اور قلب کی نگرانی کریں۔کہ لفظ اللہ قلب سے نکلے اور ''ہو'' کی ٹکر عرش عظیم سے جا لگے۔یہ پہلا سبق ہے جسے رابطہ کہتے ہیں جب یہ مضبوط ہو جائے تو اگلے مراقبات یا مقامات کرائے جا سکتے ہیں لیکن ان سب کے لیے کسی شیخ کامل کی ضرورت ہے۔مشائخ عظام نے یہ دولت حاصل کی اور سینہ بہ سینہ یہ کیفیات آگے منتقل ہوتی آرہی ہیں اور انشاء اللہ ہوتی رہیں گی انہیں ہر مومن حاصل کرسکتا ہے مرد ہو یا عورت، عالم ہو یا ان پڑھ، امیر ہو یا غریب ،بس اس کے لیے صرف ایمان شرط ہے اور صحبت شیخ۔اگر شیخ سے خلوص قلبی میں ذرا برابر بھی فرق آجائے تو یہ دولت بیک آن چھن جاتی ہے۔

یک زمانہ صحبت با اولیاء بہتر از صد سالہ طاعتِ بے ریاء

6۔ضرورت شیخ

انسانی تعلیم وتربیت اگر محض کتابوں سے ہوسکتی تو کتاب اللہ کے ساتھ رسول کریم ﷺ کو معلم بنا کر بھیجنے کی ضرورت نہ ہوتی۔ ہر فن کو سیکھنے کے لیے کسی ماہر فن استاد کی ضرورت ہوتی ہے۔صراط مستقیم کی نشاندہی میں اسی لیے رجال اللہ کی ضرورت واہمیت کو واضح کیا گیا ہے۔

ع لکھ ہزار کتاباں پڑھیاں ظالم نفس نہ مردا ہو

شیخ کامل کے لئے چند شرائط:

کوئی ایسا اللہ والا جسے دیکھ کر اللہ یاد آئے۔

۱۔دین کا ضروری علم بھی رکھتا ہو۔

۲۔عملی زندگی بھی قرآن وسنت کے مطابق ہو۔

۳۔ایسا کامل شیخ جو ہر سالک کے قلب میں معرفت الٰہی بھردے۔

مومن کا معاملہ چونکہ اپنے خالق سے ہے جو عمل کی صورت کی بجائے اس کی حقیقت کو دیکھتا ہے ۔استاد عمل کی صورت سکھاتا ہے اور شیخ عمل کی حقیقت ،حتیٰ کہ سالک اپنی پسند وناپسند سے دستبردار ہو جائے اور اپنا سب کچھ حضورؐ کی پسند پر قربان کردے اسی کو فنافی الرسول کہتے ہیں۔

پیروں کے بھیس میں ٹھگ بھی ہوتے ہیں کیونکہ جھوٹے نبی ہو سکتے ہیں تو ولایت کا جھوٹا دعویٰ کیا مشکل ہے لیکن طلب صادق ہو، انابت کھری ہو تو اسے ہدایت نصیب کرنا اللہ کا کام ہے۔خلوص نہ ہو تو کسی کامل سے بھی فائدہ نہیں ہوتا۔

(ا)۔حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں

''اے راہ آخرت کے مسافر! تو ہر وقت رہبر کے ساتھ رہ یہاں تک کہ وہ تجھے پڑاؤ پر پہنچادے تجھے تیرے نبی کے حوالے کردے'' (الفتح الربانی)

(ب)۔سلطان باہوؒ فرماتے ہیں۔

''یادرکھو فقیر فنافی اللہ۔۔صاحب حضور ہوتا ہے۔۔وحدانیت الٰہی۔۔میں غرق کرنا اور مجلس محمدی ﷺ۔۔میں پہنچانا اس کے لیے کچھ مشکل نہیں اور جس شخص کو یہ قدرت حاصل نہیں اسے کامل کہنا ہی غلط ہے'' (عین الفقر)

(ج) قطب ارشاد حضرت احمد علیؒ لاہوری فرماتے ہیں

''یاد رکھیے۔ علم اور چیز ہے، تربیت اور چیز۔۔ امراض روحانی کا فقط ایک علاج ہے۔ اور وہ ہے اللہ والوں کی صحبت۔ ان کے جوتوں کی خاک کے ذروں میں ۔ وہ موتی ملتے ہیں۔ جو بادشاہوں کے تاجوں میں نہیں۔ یقین نہیں آتا تو میرے پاس خرچہ لے کر آؤ جو فن میں نے چالیس سالوں میں سیکھا ہے تمھیں چار سال میں سکھا دوں گا'' (خدام الدین ومجالس ذکر)

(د) حضرت العلام مولانا اللہ یار خان رحمتہ اللہ علیہ

''تحدیث نعمت اور بطور تشکر میں واضح کر دینا چاہتا ہوں۔ کہ اگر کسی میں طلب صادق ہو غرض فاسد نہ رکھتا ہو۔ تو صرف چھ ماہ کے لیے اس ناچیز کے پاس آجائے پھر انشاء اللہ وہ خود دیکھ لے گا کہ روح کس طرح پرواز کرتی ہے۔ اور دوران پرواز کیسی نظر آتی ہے اور نیز اسے بارگاہ نبویؐ میں حاضر کیا جائے گا'' (دلائل السلوک صفحہ 50)

نوٹ :- ہر تجربہ کار معلم اور ماہر فن اپنے تجربہ اور مہارت کی بنا پر ایسا کر سکتا ہے۔ مختلف سالک مختلف مدتوں میں گوہر مراد پاتے ہیں ورنہ ہم نے تو حضرت جی رحمتہ اللہ علیہ کی محفل میں ایسے لوگ بھی دیکھے جنہیں ایک ہفتہ میں فنافی الرسولؐ کی عظیم دولت نصیب ہوگئی۔

(ہ) میرے مرشد میرے شیخ

''میں یہ ڈنکے کی چوٹ پر کہتا ہوں کہ میں ایک نگاہ میں ایک شخص کے وجود کے ایک ایک ذرے کو اللہ کا ذکر سکھا سکتا ہوں یہ مجھ پر اللہ کا احسان ہے جس کام کے لیے برسوں لگتے

ہیں جس کے لئے بڑے بڑے صوفی برسوں کا وقت طلب کرتے تھے مجھے اللہ نے یہ قوت بخشی ہے کہ وہ بات میں ایک لمحے میں کرسکتا ہوں۔ یہ اللہ کی عطا ہے اگر آپ اس کے طالب ہیں تو یہ اس راستے کی ایک منزل ہے۔

ماحول میں پھیلی ہوئی دلدل میں آپ کو میری ذات کی صورت میں ایک مضبوط چٹان مل سکتی ہے۔ جس پر آپ پاؤں رکھ کر انشاء اللہ، اللہ کی بارگاہ میں تو پہنچ سکتے ہیں لیکن اس سے بت نہیں تراش سکتے۔ مجھے یہ پسند نہیں کہ کوئی شخص مجھے غیر ضروری اہمیت دے۔ مجھے یہ بھی پسند نہیں کہ کوئی شخص میرے ہاتھ کو بوسہ دے" (کنز الطالبین صفحہ 101)

حضرت امیر محمد اکرم اعوان دامت فیوضہم

دارالعرفان منارہ ضلع چکوال Tel 0573-562200

7۔ اصلاح وتربیت کا نظام

معاشرے کا زیادہ تر پڑھا لکھا اور سنجیدہ طبقہ یہاں حاضر ہوتا ہے۔ ہا۔ہُو میلے تماشے کے شوقین چونکہ یہاں اپنی پسند کی کوئی چیز نہیں پاتے اس لیے کم ہی آتے ہیں سالکین کی تربیت کے لیے ایک نظام ترتیب دیا گیا ہے تاکہ بیعت ہونے والے سالک کی قلبی اصلاح سے لے کر روحانی بیعت، فنافی الرسول ﷺ اور عرشی منازل تک کا سفر ممکن ہو۔ آج ایسا نظام دنیا میں کسی اور جگہ موجود نہیں۔ اس نظام کا کچھ حصہ درج ذیل ہے۔

(الف) دینی علم: دین کا ضروری علم سکھانے کے لیے تین کورسس ہشت روزہ، سہ ہفتہ اور پانچ ہفتہ ترتیب دیے گئے ہیں جن میں۔

ا۔ الٰہیات ب۔ عبادات ج۔ معاملات د۔ اخلاقیات

قرآن وحدیث، فقہ کے ضروری مسائل اور عربی کا کچھ حصہ شامل ہے یہ کورس روحانی بیعت، سالک المجذوبی اور عرشی منازل کے لیے بالترتیب ضروری ہیں۔

(ب)۔ سالک:

(۱) بیعت کے بعد کسی بھی سالک کے لیے لازم ہے کہ صبح وشام ذکر کرے حالات کے مطابق کم کرلے لیکن ناغہ نہ ہو۔

(۲) گھر والوں یا احباب کو ساتھ بٹھا کر ذکر کروائے تو انکے لطائف بھی منور ہو جائیں گے۔

(۳) شیخ سے بذریعہ خط کتابت رابطہ رکھے۔ اپنے احوال وکیفیات تحریر کرے اس کے خط کا جواب شیخ خود تحریر کرتے ہیں۔

(۴) ماہانہ المرشد، تصوف کی کتب، کیسٹس، سیڈیز وغیرہ سے رہنمائی حاصل کرتا رہے۔

(۵) دنیا میں پہلی مرتبہ ایک شیخ ایک ہی وقت میں دنیا بھر کے سالکین کو توجہ دیتے اور ذکر سکھاتے ہیں جس کے لیے صبح شام انٹرنیٹ پر ذکر میں شمولیت کی جائے۔

(ج) ضلعی امیر:

ہر ضلع میں ایک شخص کو ذمہ داری سونپی گئی ہے کہ اس ضلع کے سالکین سے رابطہ رکھے۔ حلقہ ہائے ذکر ترتیب دے۔ ہفتہ وار اور ماہانہ اجتماعات میں سب احباب کو اکٹھا کر کے ذکر کروائے اور ان کی روحانی تربیت کرے۔

(د) صاحب مجاز:

وطن عزیز مشرق وسطی یورپ، امریکہ، افریقہ، جاپان سمیت دنیا بھر کے اکثر ممالک کے لئے مجازین مقرر ہیں جہاں جہاں سالکین موجود ہوں ان کو ذکر کروائیں لطائف کے بعد مراقبات احدیت، معیت، اقربیت، سیر کعبہ، روضہ اطہر اور مسجد نبوی تک کے مراقبات اہلیت کے مطابق کروا کر انہیں روحانی بیعت کے لیے تیار کریں۔

(ہ) مرکزی اجتماعات:

جولائی اگست میں چالیس روز۔ اعتکاف میں دس روز۔ نیز ہر ماہ کا پہلا ہفتہ اتوار ایک روزہ اجتماع دارالعرفان منارہ ضلع چکوال میں ہوتے ہیں۔

جن لوگوں میں استعداد ہو شیخ انہیں حضور اکرم ﷺ کے دست مبارک پر روحانی بیعت کرواتے ہیں اس کے بعد اہلیت کے مطابق سالک المجذوبی اور عرشی منازل بھی خود کرواتے ہیں۔

سال 2002 میں 157 مرد حضرات اور 23 خواتین کی روحانی بیعت ہوئی۔

151 سالک المجذوبی اور 48 سالکین کو عرشی منازل میں چلایا۔

اس تربیت کا یہ اثر ہے کہ اس قافلے میں شریک نوجوانوں کے قلوب اللہ کی یاد سے منور۔ چہرے سنت رسول ﷺ سے اور ان کی راتیں تہجد سے روشن ہیں۔ تین ہزار سے پندرہ ہزار تک روزانہ درود شریف پڑھنے والے کتنے خوش نصیب ایسے بھی ہیں جو کروڑ مرتبہ سے زیادہ دفعہ درود شریف پڑھ چکے ہیں انکے قلوب محبت رسول ﷺ سے لبریز ہیں اس کے ساتھ ساتھ وہ عملی مسلمان بھی ہیں جو دنیا کی بھرپور زندگی گزار رہے ہیں۔

-----------☆☆☆---------

قارئین کرام! کیا آپ بھی جذب اندروں، لذت آشنائی اور محبت رسول ﷺ کے طالب ہیں تو

صلائے عام ہے یاران نکتہ داں کے لئے

ع تو میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن

اٹھونو جوانو!

اٹھونو جوانو! زمیں کو ہلادو
ہر اک دل کے اندر مدینہ بسادو

اٹھی ہیں گھٹائیں یہ تاریکیوں کی
تمہی ذکر باری کا سورج چڑھادو

غلامی محمد کی اپناؤ پھر سے
بتوں کی خدائی کو جگ سے مٹادو

بڑوں کی نگاہوں پہ لالچ کے پردے
اٹھو چھین کے سارے پردے ہٹادو

ہے سودی معیشت، یہودی سیاست
ہنودی رسومات کو اب جلادو

یہاں ہوگی اب دین کی بادشاہی
فضائے وطن کو یہ مژدہ سنادو

اٹھو نعرہ حق کو پھر لے کے اٹھو!
حکومت کے محلوں میں ہلچل مچادو

سپاہی ہو دیں کے تو میداں میں آؤ
فقیر اب زمانے کو کر کے دکھادو

فقیر سیماب اویسی

یکم فروری 1997 مرید کے سٹیج پر